آسان اُصولِ فقہ

اصول فقہ کے مبادی کو
آسان اور سلیس اردو زبان میں
ذہن نشین کرانے کی بے مثال کتاب

تألیف

مولانا محمد محی الدین

مکتبۃ البشریٰ
کراچی - پاکستان

علمِ اُصولِ فقہ کی ابتدائی کتاب

آسان اُصولِ فقہ

اصولِ فقہ کے مبادی کو
آسان اور سلیس اردو زبان میں
ذہن نشین کرانے کی بے مثال کتاب

تالیف

مولانا محمد محی الدّین

شعبہ نشر واشاعت
چودھری محمد علی چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
کراچی پاکستان

کتاب کا نام : آسان اُصولِ فقہ

مؤلف : مولانا محمد محی الدینؒ

تعداد صفحات : ۹۶

قیمت برائے قارئین : =/۳۵ روپے

سن اشاعت : ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء

اشاعت جدید : ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء

ناشر : مکتبۃ البشریٰ

چودھری محمد علی چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

Z-3، اوورسیز بنگلوز، گلستان جوہر، کراچی۔ پاکستان

فون نمبر : +92-21-7740738، +92-21-34541739

فیکس نمبر : +92-21-4023113

ویب سائٹ : www.maktaba-tul-bushra.com.pk

www.ibnabbasaisha.edu.pk

ای میل : al-bushra@cyber.net.pk

ملنے کا پتہ : مکتبۃ البشریٰ، کراچی۔ پاکستان +92-321-2196170

مکتبۃ الحرمین، اردو بازار، لاہور۔ پاکستان +92-321-4399313

المصباح، ۱۶- اردو بازار، لاہور۔ +92-42-7124656, 7223210

بک لینڈ، سٹی پلازہ کالج روڈ، راولپنڈی۔ +92-51-5773341,5557926

دار الإخلاص، نزد قصہ خوانی بازار، پشاور۔ پاکستان +92-91-2567539

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔ +92-91-2567539

اور تمام مشہور کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

پانچواں باب

نظم کی تقسیم چہارم

نظم سے حکم ثابت ہونے کے بیان میں، یعنی نظم کی دلالت حکم پر کتنے طریقوں سے ہوتی ہے؟
نظم میں نص ہو ظاہر ہو مفسّر ہو جو کچھ ہو اس سے حکم شرعی کس طرح ثابت ہوتا ہے؟ تو نظم کی دلالت کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں:

۱۔عبارۃ النظم ۲۔اشارۃ النظم ۳۔دلالۃ النظم ۴۔اقتضاء النظم۔

عبارۃ النظم: اگر لفظ کی دلالت پورے معنی موضوع لہ پر یا اس کے جزو پر یا اس کے لازمِ متأخر پر ہو اور وہ معنی متکلّم کا مقصودِ اصلی ہو (یعنی کلام نص ہو) تو ایسی دلالت کو عبارۃ النظم کہتے ہیں، اسی کو عبارۃ النص بھی کہتے ہیں لیکن نص بمعنی النظم ہے۔ ایسی دلالت سے جو حکم ثابت ہو اس کو الثابت بعبارۃ النظم کہتے ہیں، اور مجتہد کا ایسی دلالت سے کوئی حکم ثابت کرنا (یعنی مجتہد کا فعل) استدلال بعبارۃ النص (نظم) کہلاتا ہے۔

اشارۃ النظم: لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے جزو پر یا اس کے لازمِ متأخر پر ہو لیکن یہ معنی متکلّم کا مقصودِ اصلی نہ ہو کلامِ ظاہر ہو (لازمِ متاخر کا مطلب یہ ہے کہ وہ معنی موضوع لہ کا نتیجہ بنتا ہو اور اس کا معلول ہو یعنی موضوع لہ اس لازم کی علت ہو) تو ایسی دلالت کو اشارۃ النظم کہتے ہیں۔ (اشارۃ النص بھی کہتے ہیں اگر چہ کلام ظاہر ہے نص نہیں) اس سے جو حکم ثابت ہو اس کو الثابت بہ اشارۃ النظم کہتے ہیں۔ عبارۃ النظم کی مثال یہ آیت ہے: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ﴾[1] ''(غنیمت کا خُمس) ان فقیر مہاجرین کے لیے (بھی) ہے جن کو ان کے وطن و مال سے نکال باہر کیا گیا۔'' (کافرین نے اموال چھین لیے) آیت کا مقصد خُمسِ غنیمت میں فقرا مہاجرین کو مستحق ٹھہرانا ہے اور ان کے

---

[1] حشر:۸

حصّہ کو واجب قرار دینا ہے۔ نظم قرآن سے یہ حکم ثابت ہو جاتا ہے، یہ حکم ثابت بعبارۃ النظم ہوا اور اس کو ثابت بالنص الاصطلاحی بھی کہہ سکتے ہیں۔

اور اشارۃ النص (نظم) کی مثال یہ ہے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا اِرشاد ہے: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾[۱] ''باپ پر دودھ پلانے والیوں (ماؤں) کا نفقہ واجب ہے قاعدہ شرع کے موجب۔'' آیت کا مقصود شوہر پر زوجات کے نفقہ کو واجب کرنا ہے لیکن باپ کیلئے ﴿الْمَوْلُوْدِ لَه﴾ کے لفظ کا استعمال ایک دوسرے معنی پر دلالت کرتا ہے جو معنی متکلّم کا مقصود اصلی نہیں، وہ معنی یہ ہے کہ بچہ کو باپ سے خاص نسبت (تعلّق) ہے ﴿الْمَوْلُوْدِ لَه﴾ میں لام اختصاص کیلئے ہے، مطلب یہ ہے کہ بچہ خاص جس کی وجہ سے پیدا ہوا۔ معلوم ہوا کہ بچہ کی ولادت کا سببِ خاص باپ ہے (اگر لفظ أب استعمال کرتے تو یہ معنی معلوم نہ ہوتے) اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوگا اگر باپ عربی اور ماں عجمی ہو تو بچہ عربی ہوگا، ﴿الْمَوْلُوْدِ لَه﴾ کی دلالت اختصاصِ نسب پر ہو رہی ہے اور متکلّم نے یہ معنی بتلانے کا اس آیت میں قصد نہیں کیا۔ اس کو اشارۃ النص (نظم) کہتے ہیں۔

یہاں لفظ ﴿الْمَوْلُوْدِ لَه﴾ کی دلالت اپنے معنی موضوع لہ (جس کی وجہ سے خاص بچہ پیدا ہوا) کے جزو (اختصاص) پر ہو رہی ہے۔

اشارۃ النص کی دوسری مثال آیت کریمہ: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ﴾[۲] ''تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی عورتوں سے مقاربت کی اجازت ہے۔'' مقصد اصلی تو یہ ہے کہ روزہ کی پوری رات میں کسی بھی جزو میں مقاربت جائز ہے بالکل آخری جزو میں بھی مقاربت جائز ہے۔

لیکن آخری جزو میں مقاربت سے یہ لازم آتا ہے کہ غسلِ جنابت صبحِ صادق کے بعد ہو، اس لیے صبح صادق کی ابتدائی ساعات میں روزہ دار کا حالت جنابت میں ہونا لازم آیا اس سے یہ حکم معلوم ہوا کہ روزہ دار صبح صادق کے بعد حالت جنابت میں ہو تو مضائقہ نہیں۔ یہ حکم آیت

[۱] بقرہ:۲۳۳ [۲] بقرہ:۱۸۷

کا مقصود اصلی نہیں بلکہ لازمی معنی ہے۔ اسلیے اسکو ثابت بہ اشارۃ النظم کہتے ہیں، کیونکہ جو حکم اشارۃ النظم سے ثابت ہوتا ہے کبھی معنی موضوع لہ کا جزو ہوتا ہے اور کبھی معنی موضوع لہ کا لازم ہوتا ہے۔ یہ لازم کی مثال ہے گویا حکم اس طرح ثابت ہوا اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ فَيَجُوْزُ لَكُمُ الْإِصْبَاحُ جُنُبًا. (روزہ کی رات میں مقاربت جائز ہے پس حالت جنابت میں روزہ دار کو صبح کرنا بھی جائز ہے) لازمِ متاخر کا یہی مطلب ہے کہ نتیجہ کے طور پر ثابت ہو۔

دلالۃ النظم: لفظ کے معنی موضوع لہ کے اندر کوئی ایسی علت ہو جو بلا تأمل لغت ہی سے سامع کی سمجھ میں آئے، اور معنی موضوع لہ کے حکم کی بنیاد یہی علت ہو اور کسی دوسری جگہ میں یہی علت موجود ہونے کی وجہ سے لفظ اپنے حکم کے اس موقع میں بھی اپنے ثابت ہونے پر دلالت کرے اور یہ دلالت متکلّم کا مقصود ہو، تو لفظ کی اس حکمِ غیر مذکور پر دلالت کو دلالۃ النظم کہتے ہیں یعنی دلالت بمعنی النظم کہتے ہیں، جیسے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا اِرشاد: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ﴾[1] ''تم اپنے والدین کو اُف بھی نہ کہو۔'' معلوم ہوا والدین کو اُف نہ کہنا چاہیے، لفظِ اُف سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے اُف سے ایذا ہوتی ہے اس لیے اُف کہنا جائز نہیں۔ اور یہی لفظِ اُف اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ والدین کو مارنا بھی جائز نہیں کیونکہ مارنے میں اور زیادہ ایذا ہے۔ تو لفظِ اُف کی دلالت حرمت ضرب پر دلالۃ النظم ہے یعنی دلالۃ بمعنی النظم ہے، اسی کو فحوی الخطاب اور مفہومِ موافقت بھی کہتے ہیں۔ اور حرمتِ ضرب کا حکم ثابت بدلالۃ النظم ہے اور حرمتِ ضرب کے اس طریقہ سے اثبات کو استدلال بدلالۃ النظم کہتے ہیں۔

اقتضاء النظم: اگر لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے ایسے لازمِ متقدم پر ہو جس کو معنی موضوع لہ سے پہلے ثابت ماننا شرعاً ضروری ہو جائے اس کے بغیر موضوع لہ شرعاً درست نہ ہوں یعنی معنی موضوع لہ اس لازم پر موقوف ہوں اور معنی موضوع لہ اس لازم کا نتیجہ اور معلول ہوں تو لفظ کی اس لازمِ متقدم پر دلالت کو اقتضاء النص کہتے ہیں۔ جیسے ایک شخص مخاطب سے کہتا ہے: أَعْتِقْ

---

[1] بنی اسرائیل: ۲۳

عَبۡدَكَ عَنِّيۡ بِأَلۡفٍ (تم اپنا غلام میری طرف سے ایک ہزار میں آزاد کردو) مخاطب کا غلام متکلّم کی طرف سے آزاد کس طرح ہوسکتا ہے؟ اس لیے کہ آزادی تو اس کی طرف سے ہوتی ہے جو مالک ہو کیونکہ اعتاق (آزادی) مملوک غلام سے اپنی مِلک زائل کرنے کا نام ہے جب متکلّم غلام کا مالک ہی نہیں تو اس کی طرف سے اعتاق درست نہیں اور بِأَلۡفٍ بے ربط رہ جاتا ہے۔ اس لیے متکلّم کے کلام کی صحت کلام سے پہلے ایک لازم کو شرعاً چاہتی ہے، متکلّم کے کلام کا یہ مطلب ہوگا کہ بِعۡ عَبۡدَكَ عَنِّيۡ بِأَلۡفٍ وَكُنۡ وَكِيۡلِيۡ فِيۡ إِعۡتَاقِهٖ. (تم اپنا غلام میرے ہاتھ ایک ہزار میں فروخت کردو اور میری طرف سے اس کی آزادی کے وکیل بن کر اس کو آزاد کردو) تو متکلّم کے کلام کا تقاضا ہے کہ اس سے قبل شرعاً ایک لازم ثابت ہو اسی کو اقتضاء النظم کہتے ہیں۔

آیتِ کریمہ میں اقتضاء النظم کی مثال: ﴿لِلۡفُقَرَاءِ الۡمُهَاجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ أُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَأَمۡوَالِهِمۡ﴾ [1] ''(خمس غنیمت) ان فقرا مہاجرین کے لیے (بھی) ہے جن کو ان کے گھروں اور اموال سے نکال باہر کیا گیا۔'' مقصدِ آیت تو فقرا مہاجرین کے لیے غنیمت میں حصّہ ثابت کرنا ہے۔ یہاں لفظِ فقرا دلالت کرتا ہے کہ ان مہاجرین کے پاس کچھ مال نہیں کیونکہ فقیر اس کو کہتے ہیں: لَا يَمۡلِكُ شَيۡئًا (جو کسی چیز کا مالک نہ ہو) لیکن اسی آیت میں ﴿مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَأَمۡوَالِهِمۡ﴾ ''ان کے گھر اور مال'' آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھر اور مال کے مالک ہیں تو بظاہر فقرا کا اطلاق ان پر صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اس لیے فقرا کا معنی تقاضا کرتا ہے کہ مہاجرین کے مال کی ملکیّت زائل ہوچکی ہو پھر وہ فقیر ثابت ہوں۔ إِنَّ مِلۡكَ الۡمُهَاجِرِيۡنَ زَالَ مِنۡ أَمۡوَالِهِمۡ بِاسۡتِيۡلَاءِ الۡكُفَّارِ عَلَيۡهَا فَهُمُ الۡفُقَرَاءُ الۡمُسۡتَحِقُّوۡنَ لِلۡخُمُسِ الَّذِيۡنَ أُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَأَمۡوَالِهِمُ الَّتِيۡ كَانَتۡ لَهُمۡ.

مطلب یہ ہوا کہ کفار کا مہاجرین کے اموال پر قبضہ ہوجانے کی وجہ سے ان کے اموال (جو دار الحرب میں ہیں) مہاجرین کی ملک سے نکل گئے اس لیے مہاجرین فقرا بن گئے ہیں تو خُمسِ

---

[1] حشر:۸

غنیمت میں وہ بھی حقدار ہیں۔

پس لفظِ فقرا کی دلالت زوالِ ملکِ مہاجرین پر جو لازمِ متقدم ہے اقتضاء النظم کہلاتی ہے، اور یہ حکم کہ دار الحرب میں مسلم حربی کے مال پر غلبۂ کفار سے وہ مال مسلم کی ملک سے نکل جاتا ہے اس کو **الحکم الثابت باقتضاء النظم** کہتے ہیں اور اسی کو مقتضٰی بھی کہتے ہیں۔

دلالت کے مراتب: عبارۃ النظم اور اشارۃ النظم اثباتِ حکم میں برابر کا درجہ رکھتے ہیں دونوں کے اَحکام پر عمل کرنا ضروری ہے، لیکن دونوں کا تعارض ہوجائے کہ عبارۃ النظم سے جو حکم ثابت ہوتا ہے اشارۃ النظم کا حکم اس کے منافی اور ضد ہو تو عبارۃ کو اشارۃ پر ترجیح ہوگی کیونکہ عبارۃ کا حکم مقصود بہ ہے۔

اشارۃ النظم اور دلالۃ النظم بھی برابر کا درجہ رکھتے ہیں لیکن تعارض کے وقت اشارۃ کو ترجیح ہوگی، کیونکہ اشارۃ النظم کا حکم نفسِ نظم سے ثابت ہوتا ہے اور دلالۃ النظم کا حکم معنی نظم سے ثابت ہوتا ہے۔

دلالۃ النظم اور اقتضاء النظم سے بھی حکم قطعی ثابت ہوتا ہے مگر دلالۃ النظم اور اقتضاء النظم میں تعارض کے وقت میں دلالت کو ترجیح ہوتی ہے، کیونکہ اقتضاء النظم کا حکم نظم کا ایک لازمی اقتضا ہے۔

چنانچہ ان جملہ اقسام کی دلالت سے حدود و کفارات کا اثبات جائز ہے، **واللّٰہ تعالٰی أعلم بالصواب.**

الحمد اللہ! نظم کتابُ اللہ کے متعلق ضروری مباحث پورے ہوئے اس کے لواحقات اور ضمنی مسائل ان شاء اللہ اصولِ فقہ کی عربی کتب میں مطالعہ کروگے۔ اس کے بعد بفضل باری عزاسمہ سنت کا بیان پڑھوگے۔

واللّٰہ تعالٰی أعلم بالصّواب وهو الموفّق للسّداد.